''تو پھر میں کوئی فوک سنگر ہوں۔ میں نے بھی آخر استاد جمے خاں سے تعلیم حاصل کی ہے''

''وہ تو ٹھیک ہے بی بی لیکن تمہاری آواز میں خراشیں پڑ گئی ہیں۔لوگ ایسی آواز کو پسند نہیں کرتے اب۔''

'' میرا کیا قصور ہے سر جی آپ بتائیں۔ یہ پچھلے ریڈیو سٹیشن کی بات ہے۔ میں گانے کے لیے آئی تھی۔ پورے دس بجے رات کو مجھے مالکونس کا پروگرام کرنا تھا۔ میں بیٹھی تھی آر ڈی صاحب کے دفتر میں ..... تب نگینہ آئی ..... نگینہ کو آپ جانتے ہیں سر جی؟''

میں نے نفی میں سر ہلایا۔

''میری مقبولیت سے بیر تھا اسے آتے ہی چمٹ گئی مجھ سے باجی جی باجی جی کہتے منہ سوکھتا تھا اس کا مجھے پان دیا۔

'' یہ بات اب پرانی ہو چکی ہے احتل ..... بہتر ہے کہ اب اسے نہ سنایا کرو سب جانتے ہیں۔'' قاضی نے چڑ کر کہا۔

'' سب جانتے ہوں گے لیکن یہ تو نئے ہیں ریڈیو پر ..... کیوں جی نئے ہیں ناں ..... آپ سر جی۔''

''ہاں۔''

''بو جی مجھے دیا ہے پان نگینہ نے گشتی کا پان میں نے کیا کھایا۔ آواز بیٹھ گئی۔ وہ تو اللہ سائیں نے مجھے عقل دی پان تھوک دیا میں نے ..... کہیں جو سارا کھا جاتی تو گونگی ہو جاتی پوری۔''

'' دیکھو تم کہیں آیا گیری کر لو ..... اب تمہارے یہی دن ہیں'' قاضی نے ہنس کر کہا۔

''کرتو لوں سر جی ..... پر آج کل کے خانساموں کا بھی taste اچھا ہو گیا وہ اب

بیگموں پر نظر رکھتے ہیں۔آپ کی طرح۔ مجھے نکلوادیں گے کھڑے کھڑے.....
سب قہقہہ مار کر ہنس دیے۔

'' کتنی عمر ہے تمہاری امتل ؟..... قاضی نے سوال کیا۔

''اگلے سال بیالیس کی ہو جاؤں گی انشاءاللہ۔''

'' کے سالوں سے بیالیس کی ہو رہی ہے.....'' قاضی نے گستاخانہ پوچھا''

''میں لیپ ایئر میں پیدا ہوئی تھی جی کیا کروں چار سال بعد بڑھ ڈے آتا ہے میرا۔'' بوڑھی اور نئی کونپل جیسی نئی تھی۔ عمر اس کے جسم سے جھڑتی رہتی اور اس کے بالوں پر چڑھتی چلی جاتی۔کبھی وہ پانچ سال کے بچے کی طرح معصوم ہوتی۔ کبھی بوڑھی نائیکہ کی رطح تجربے کار خرانٹ بے حس بن جاتی۔ وہ ذہنی جسمانی روحانی کئی قسم کے مرضوں میں مبتلا تھی اور کئی قسم کی بیماریوں سے شفایاب ہو چیک تھی۔ زندگی میں اسے ان گنت ٹیکے لگ چکے تھے اور کئی بیماریوں سے شفایاب ہو چکی تھی۔ زندگی میں اسے ان گنت ٹیکے لگ چکے تھے۔ اور کئی بیماریون سے وہ اپنے تجربے کی بنا پر اب تندرست ہو چکی تھی۔اس کا جسم سٹیٹھک فائر کی طرح بے جان تھا اور اس کے سانس سے بی کومپلکس' انٹی بائیوٹک کوڈلور آئل اور ملٹی وٹامنز کی خوشبو آتی تھی۔ بیماریوں کی شفایابی کے باعث ہی لگتا تھا کہ وہ بیالیس سے کئی گناہ زیادہ سال اس کرہ ارض پر بسر کر چکی ہے۔ دراصل امتل صرف زندہ تھی۔ وہ زندگی پر کسی قسم کی تنقید نہیں تھیا اسی سے مل کر مجھے پتہ چلا کہ اچھا یا برا کچھ نہیں ہوتا۔بس واقعات ایک دوسرے کے نقش قدم پر ابھرتے رہتے ہین۔جو اپنی ذات کو تکلیف دیں۔وہ برے لگتے ہیں۔ حالانکہ کبھی کبھی وہ برے نہیں ہوتے اور کچھ واقعات راحت پہنچاتے ہیں۔اس لیے اچھے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ بھی قابل تعریف نہیں ہوتے۔ اچھے یا برے کی کائناتی حیثیت کچھ نہیں۔ہر انسان اپنی ذات کو مرکز مان کر اچھے اور برے کا گراف بناتا ہے۔ اسی لیے تمام واقعات بالآخر کائناتی صفر میں داخل ہو جاتے

ہیں۔اور اسی لیے ان سے باقی لوگ زیادہ دیر تک متاثر نہیں رہ سکتے۔

.....

اس روز مجھے ڈرامہ بھنبھور ریکارڈ کرنا تھا۔ میں نے کاسٹ کو دس بجے کا ٹائم دیا تھا۔ جب میں ریڈیو سٹیشن پہنچا پورے گیارہ بجے تھے اور امتل barrier کے اس طرف کھڑی دربان سے فصیح زبان میں جھگڑ رہی تھی۔ چہرے کا سیاہ نقاب الٹا ہوا تھا۔ ہاتھ میں ماچس اور سگریٹ کی ڈبیا تھی۔ چہرے پر فل میک اپ اور منہ میں پان موجود تھا۔

'' اوے لکھ نہ رہے تیرا تو اس وقت پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب سے میں ریڈیو سٹیشن پر چلی آ رہی ہوں شمشاد بیگم کا نام سنا ہے امراضیا بیگم کا نام جانتا ہے تو بہ بابا ان کے بعد کس کا نام چڑھا تھا۔ امتل العزیز کا..... نہیں جانتا مجھے اب بھی'

دربان بڑے مزے سے ٹین کی کرسی پر بیٹھا تھا اور شانتی سے سگریٹ کے کش لگا رہا تھا..... '' ہو گا جی آپ کا بڑا نام..... لیکن آر ڈی صاحب کا حکم ہے..... آپ اجازت نامہ دکھائیں سیکورٹی معاملہ ہے کوئی ہما شما اندر نہیں جا سکتا۔''

''الو میں پرانے ریڈیو سٹیشن سے یہاں آتی ہوں۔ آر ڈی بدلتے رہتے ہیں حکومتیں آتی جاتی ہیں آرٹسٹ وہی رہتے ہیں ریڈیو کے حرام خور امتل وہی رہتی ہے۔''

''ہائیں جی رہتی ہو گی..... لیکن آپ اندر نہیں جا سکتیں۔''

اپنے آپ کو مجبور پا کر امتل نے دو تین بھاری جان دار گالیاں دیں اس وقت میں جلدی سے موٹر سائیکل پر گزر جانا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے مجھے پکڑ لیا۔

'' اے قیوم صاحب' رکنا سر جی..... اس سور کے تخم سے کہہ دیں میری ریکارڈنگ ہے اب گیارہ بجے رہے ہیں۔ ابھی ریہرسل بھی کرنی ہے۔''

میں نے دربان سے سفارش کرنے کے لیے کہا..... یار ولایت علی پرانے

آرٹسٹوں کا خیال رکھا کرو۔"

"اب یہ کیا پتہ چلتا ہے سر جی کون نیا ہے اور کو پرانا؟ کچھ شکل پرانی ہوتی ہے لیکن وہ آرٹسٹ نئے ہوتے ہیں۔ کچھ کی شکل نئی لگتی ہے پر جی وہ آرٹسٹ پرانے ہوتے ہیں۔"

"اچھا اب تو ان کو جانے دے ناں۔"

"جائیں جائیں سر جی..... پر بات تمیز سے کیا کریں۔"

"بکی نہ جا اب شرمندہ ہو کر..... خصم نوں کھانا حرامی۔"

ان کا خیال رکھا کرو..... یہ آرٹسٹ لوگ جلالی طبیعت کے ہوتے ہیں۔"

"ہاں جی..... ان کی طبیعت کی وجہ سے یہ جہنم میں جائیں گے انشاء اللہ" ولایت علی نے جل کر کہا۔

"لے کچھ کھایا پیا کر جان کو لگے....." اب برقعے کی جیب سے پانچ روپے نکال کر امتل نے دربان کو دے دیے۔ دونوں ہنسنے لگے اور امتل آگے چلی گئی۔

یہ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ امتل کو آئندہ کی کوئی فکر نہ تھی اس کے پاس وہ آخری پانچ روپے تھے جو اس نے دربان کو بلاوجہ دے دیے۔ دراصل وہ ہر کام کرنے کے بعد ہر حادثہ سہہ گزرنے کے بعد ہر قسم کے پچھتاوے سے آزاد تھیا اس کی زندگی لمحہ تک چلتی تھیا اسی لیے ماہ و سال مل کر اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے۔ وہ وقت کے بھاری ہتھوڑے سے ہر لحظہ بے پروا تھی۔

بھنبھور ڈرامہ ریکارڈ نہ ہو سکا۔ عین ریہرسل کے دوران ہیروئن کو کاسٹ میں سے کسی نے کوئی چبھتی بتا کہہ دی۔ ناہید بڑی نازک مزاج تھی افوراً اٹھی آر ڈی صاحب سے رپورٹ کی اور گھر چلی گئی۔ براڈ کاسٹ میں ابھی چھ دن باقی تھے لیکن بڑے دنوں کے بعد میرے السر میں درد شروع ہو گیا۔ ساؤنڈ لیفٹ کی ڈسک اور سکرپٹوں کی کاپیاں لے کر اپنے دفتر میں لوٹا چار بجے ہوئے تھے۔ امتل میرے

دفتر میں بیٹھی سگریٹ پی رہی تھی۔ اس کے برقعے کا اوپر والا حصہ کرسی کی پشت پر لٹک رہا تھا اور پلاسٹک کے بٹنوں والے کوٹ نما برقعے میں وہ پھنسی ہوئی تھی۔

''جی فرمایئے.....'' میں نے سرد مہری سے پوچھا۔

'' اب دیکھیے یہ وقت ہو گیا ہے بھوکے پیاسے اب ریکارڈنگ ختم ہوئی ..... ہے''۔

میں چپ رہا۔

''ان میوزک والوں کی عقل دیکھیں..... میں کورس والیوں کے ساتھ گا رہی تھی اور حمیدہ گا رہی تھی لیڈ پر..... آپ خود انصاف کریں اس کی اتنی آواز ہے کہ لیڈ گا سکے؟''

میں نے سکرپٹ دروازے میں رکھے اور چڑ کر کہا..... اچھا گاتی ہے حمیدہ اور پھر ہر آرٹسٹ کا ایک ٹائم ہوتا ہے اس کے بعد لوگ اسے قبول نہیں کرتے۔''

اٹل ناک سکوڑ کر بولی..... اچھا جی یہ تو ہم لوگ جانتے ہیں کہ وہ کیسا گاتی ہے ..... ایسی کم سری..... ایسی کم سری پنچم پر جا کر تو اس کا گلا پھٹ جاتا ہے ٹیں ہو جاتی ہے آواز۔''

''پبلک کو پسند ہے یہ ٹیں۔''

''سارا قصور ان ریڈیو والوں کا ہے..... جس کو پروگرام ملیں۔ وہ آپی مقبول ہو گا ..... ساری بات تو موقعہ ملنے کی ہے۔''

'' آخر اس میں کیا خوبی ہے کہ اس کو پروگرام ملتے ہیں؟ کبھی سوچا آپ نے۔ میں نے سوال کیا۔

ہاں ایک خوبی ہے اس میں۔''

'' کیا.....''میں اکتاہٹ کے آخری سرے پر تھا۔

''جوان ہے نخرے آتے ہیں ادائیں دکھاتی ہے پروڈیوسروں کو الو بناتی ہے۔''

''پہلی اور آخری یہی عورت کی خوبی ہے۔''

یکدم اختل ڈھیلی پڑ گئی۔

''سر جی آپ آر ڈی صاحب سے میری سفارش کر دیں ناں..... میرے گھٹنوں میں درد رہنے لگا ہے اب تھیٹروں میں کام نہیں کر سکتی' خدا قسم کئی کئی گھنٹے کھڑے رہنا پڑتا ہے۔''

مجھے اس پر ہلکا سا ترس آ گیا۔

''کیا سفارش کروں۔''

''کم از کم چار بکنگ تو دے دیا کریں مہینے میں..... دیکھیں ناں نازیہ تو چھ چھ بار بک کر لیتے ہیں وہ۔ مجھ سے کون سے بہتر گاتی ہے۔''

''یہ بھی تمہارا خیال ہے اس کا وقت بھی منتیں کرتے نکلتا ہے۔''

''ہماری عمر ہی ترلے منتوں کی ہے سر جی..... پر یہ ریڈیو والے معاف کرنا بہت چندرے ہیں۔ عمر پٹی عورت کو ذرا گھاس نہیں ڈالتے..... سارے پروگرام لڑکیوں کو دیتے ہیں بوڑھی عورتوں کے رول بھی لڑکیوں سے کراتے ہیں۔''

''وقت وقت کی بات ہے اختل..... تم کو بھی گھاس ڈالا ہو گا جوانی میں..... ریڈیو والوں نے۔''

وہ چپ ہو گئی۔''

ریڈیو سٹیشن پر تین قسم کی خواتین آرٹسٹوں سے ملاقات رہتی تھی ایک وہ گلوکار اور ڈرامہ وائس عورتیں اور لڑکیاں تھیں۔ جن پر رائے عامہ سے مقبولیت کی مہر لگ چکی تھی۔ جو اے کلاس میں شمار ہوتی تھیں۔ ان کے پیچھے پیچھے بھاگنا' چاپلوسی کرنا' پان سگریٹ آفر کرنا اپنے کمرے میں بلا کر ریڈیو کے باقی عملے پر تبصرہ کرنا' کچھ دوسرے آرٹسٹوں کی چغلی سے دل بہلانا۔ ہمارا شیوہ تھا۔ دوسری ان آرٹسٹ لڑکیوں کی تھی جو گانے یا ڈرامے کے پروگراموں کے لیے بسنت کے دن نیلا

آسمان بن کر آیا کرتی تھیں۔ ہر پروڈیوسر جانتا تھا' کہ ان لڑکیوں میں talent کی واضح کمی ہے اور یہ شاید کبھی بھی اچھی پرفورمنس نہ دے سکیں۔ لیکن ان سے چھیڑ چلی جانی چاہیے۔ یہ لڑکیاں گانے کا پروگرام ڈرامے کا پارٹ یا casual انا ؤنسمنٹ کے لیے آتی تھیں۔ ایسی لڑکیوں کے ساتھ کنٹریکٹ پر سائن کرواتے وقت' برآمدوں میں' سٹوڈیو کے اندر' لفٹ کا انتظام کرواتے وقت کاروں کے دروازوں تک پہنچاتے ہوئے خوش دلی سے باتیں ہوتی تھیں اور ہم لوگ ہلکا پھلکا محسوس کرتے تھے۔

تیسری قسم سب سے قابل ترس تھی۔

امتل نے لمبی سانس لی اور دکھ سے بولی..... '' یہ آپ کا قاضی بہت بے حیا آدمی ہے۔ دیکھا نہیں آپ نے کتنی لڑکیاں گھسی رہتی ہیں اس کے کمرے میں'

'' قاضی اچھا آدمی ہے..... ہنس مکھ اور ملنسار۔''

'' سواری عشق کرے ان چھپکلیوں سے لیکن پروگرام تو ہمیں دے ناں آرٹسٹوں کو۔

''اگر وہ لڑکیوں کو پروگرام نہ دے تو کبھی وہ آ کر بیٹھیں اس کے پاس۔ پھر وہ عشق کن سے کرے۔''

''آپ بھی ایسے ہی ہیں سر جی؟''

''ہاں کچھ کچھ''

ہم دونوں ہنس دیے۔

ریڈیو سٹیشن پر بھائی چارے' بے تکلفی اور عجیب قسم کے سچ کی فضا رہتی ہے۔ بوڑھے آرٹسٹوں کو کوئی آپ کہہ کر نہیں بلاتا۔ بڑی عمر کی عورتوں کے ساتھ اپنے سے چھوٹوں کی طرح بولنا' ہنسی مذاق ضلع جگت شیام گھات سب چلتا ہے۔ اسی لیے اس فضا میں کئی بار سالوں کا سفر لمحوں میں کٹ جاتا ہے۔ امتل اور میں بھی اس ملاقات

میں بڑے قریب آ گئے۔

''کیا عمر ہے تیری امتل؟..... میں نے اسے چھیڑنے کی غرض سے پوچھا۔

''بتیس سال سر جی''

''یہ کم بخت سارے لوگ مجھے ابھی سے باجی کہنے لگے ہیں۔ کم بختوں کو شرم نہیں آتی ابھی میں سب کے سامنے بچوں کے پروگرام میں ترانے گایا کرتی تھی۔ کل کی بات ہے۔''

'' لیکن پچھلے ریڈیو سٹیشن کی باتیں تو تمہیں خوب یاد ہیں'

''لیں بچے کو سب کچھ یاد ہوتا ہے۔''

''لیکن قاضی کے کمرے میں تو تم کہہ رہی تھیں کہ تمہاری عمر بیالیس برس ہے۔''

'' کیا کریں قاضی صاحب اسی بات سے خوش ہوتے ہیں سر جی۔ خدا قسم ہماری پروفیشن میں جسم ویسے ہی ڈھل جاتے ہیں۔ میری ماں پچاس کی ہے لیکن ستر کی لگتی ہے۔''

میں نے اسے زیادہ زچ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

'' ایک بات بتاؤں آپ کو؟''

'' بتاؤ''

'' آج میری کوئی ریکارڈنگ نہیں تھی..... ہمیں تو کوئی کورس میں بھی چانس نہیں دیتا سچی۔''

جھوٹ بول کر اس پر قائم رہنا امتل کے بس کی بات نہیں تھی۔

مجھے امتل پر یکدم بڑا ترس آیا..... کوئی کوئی عورت کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔ وہ چاہے ستر برس کی کیوں نہ ہو جائے اسکے اندر کچھ ایسا دوشیزہ پن موجود رہتا ہے کہ مرد کا دل اسے دیکھ کر موم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا..... امتل ہمیشہ تو ایسی نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن کبھی کبھی اچانک وہ بڑی معصوم بڑی کنواری اور کھوئی ہوئی نظر آنے لگتی۔

ایسے لمحوں میں اسے دنیا سے بچانے کو جی چاہنے لگتا۔

.....

بھنبھور ڈرامے کی ریکارڈنگ کے لیے دوسرا دن ڈیڈ لائن تھی۔

میں چاہتا تو ناہید کی جگہ کسی اور لڑکی سے کام نکال سکتا تھا۔ لیکن مجھے نازک مزاجوں سے بڑا عشق ہے۔ ریڈیو سٹیشن کی نوکری بھی مجھے اسی لیے پسند آ گئی۔ کیونکہ یہاں بھی جیے۔ ٹوٹے بنگے' اڑب' ملائم سب نازک مزاج تھے۔ خاص کر وہ آرٹسٹ جن کی ضرورت پروڈیوسروں کو کم تھی اور جن کی نازک مزاجی اس ضرورت کو کمتر کر دیتی تھی۔

ناہید سے معافی مانگ کر اس کی انا کو بحال کرنے کے لیے میں ہیرا منڈی گیا۔ میں اپنی نئی موٹر سائیکل پر سوار تھا۔ اس کی نمبر پلیٹ ہینڈل سیٹ سب چمک رہے تھے۔ موٹر سائیکل نیا ہو اور اپنا ہو تو یوں لگتا ہے جیسے عربی گھوڑا رانوں تلے آ گیا ہے اور آدمی زمین کے بجائے بادلوں میں اڑ رہا ہے داتا دربار سے آگے دوروبیہ سڑک پر رش نسبتاً کم محسوس ہوتا ہے۔ سڑک کی دوسری جانب نالے سے ادھر لال پیلی ڈوروں کے تانے پر کچھ مزدور صورت مانجھا پھیر رہے تھے۔ ہیرا منڈی کو دراصل دو راستے جاتے ہیں ایک لیڈی ولنگڈن کے پہلو سے ہو کر بادشاہی مسجد کے عقب تک پہنچتا ہے۔ دوسرا ذرا پہلے گھاٹی نما سڑک سے گزر کر ہیرا منڈی پہنچتا ہے۔ میں بادشاہی مسجد والے راستے پر بڑے خطرناک طریقے سے موٹر سائیکل چلاتا بازار میں داخل ہوا۔ اس سے پہلے نہ کبھی میں ناہید کے گھر گیا تھا نہ ہی ان گلیوں سے واقف تھا۔

تھوڑی سے تلاش کے بعد میں ناہید کی گلی میں جا نکلا۔ ناہید کے گھر کے بالکل سامنے رانی بینڈ والوں کا چوبارہ تھا۔ اور اس وقت وہ پگڑیاں سروں پر لپیٹے کلارنٹ' بھونپو' باجے' تاشے اور ڈھول اٹھائے تنگ سیڑھی سے اتر رہے تھے۔ گلی صاف

ستھری اور سنسان تھی..... بینڈ والوں کے کوٹھے پر ان کا بورڈ نصب تھا جس کے نیچے رقم تھا کہ باوردی آنے کے ریٹ مختلف ہیں۔

جس وقت اکا دکا سر بجاتے رانی بینڈ والے نکڑ پر غائب ہو گئے۔ میں نے چوتھی مرتبہ ہارن بجایا۔ لیکن ناہید کے سہ منزل مکان سے کوئی برآمد نہ ہوا۔ اس سے پہلے گھنٹی بجانے پر بھی کوئی باہر نہ نکلا تھا۔ اس کے بعد میں نے دروازے کا کنڈا تختے سے بجان شروع کر دیا۔ جس وقت ایک سات آٹھ سالہ لڑکی باہر نکلی۔ میرا ارادہ ناہید کو کاسٹ کرنے سے بالکل اکتا چکا تھا۔

بڑے محرابی پھاٹک کے پیٹ میں بنے ہوئے طاقچہ نما دروازے سے وہ باہر نکلی اندر ایک بھینس بیٹھی جگالی کرنے میں مشغول تھیں اور مشین چلنے کی آواز آ رہی تھی۔

''ناہید بی بی ہیں؟''

لڑکی نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ آرام سے کھڑی املی کھاتی رہی۔

کیا ناہید بی بی کا یہی گھر ہے؟''

وہ آرام سے کاغذ چاٹنے میں مشغول تھی۔

'' منی میں ریڈیو سٹیشن سے آیا ہوں..... کیا یہ ناہید کا گھر ہے؟ ریڈیو آرٹسٹ ناہید کا۔''

اب منی کی زبان فر فر چلنے لگی۔

''اچا جی آپ ریڈیو سٹین سے آئے ہیں۔ باجی تو صبح کی ریڈیو سٹیشن گئی ہوئی ہے ناشتہ بھی نہیں کیا اس نے..... بابا علیا آج صبح ٹکسالی سے نہاری لایا تھا۔ باجی نے وہ بھی نہیں کھائی خدا کی قسم..... صبح بی بی نے اتنے جھڑکے دیے باجی کو..... تین بار میک آپ کرنا پڑا باجی کو۔''

تین بار کیوں؟''

وہ میری کم عقلی پر ہنس دی..... باجی رو رہی تھی صاحب جی۔ پوڈر تھوڑی ٹھہرتا

تھا اس کے منہ پر۔"

"جھڑکے کیوں دیے بی بی نے۔"

"ریڈیو سٹیشن نہیں جاتی تھی باجی..... بی بی کا غصہ ہی برا ہے..... پرسوں باجی گلزار کے منہ پر کھچ کے چپیڑ ماردی تھی۔ باجی گلزار گری منجے پر پاوالگا گال پر دو ٹانکے لگے۔ پھر سارا دن بی بی بیٹھی روتی رہی۔ اپنے منہ پر چپیڑیں مارے اور روئے ہائے ہائے اپنا مال آپی داخلی کرلیا میں نے..... صاحب جی ریڈیو سٹیشن کیا ہے؟....." چھوٹی سی لڑکی بڑی پکی باتیں کررہی تھی۔

"کبھی اپنی باجی کے ساتھ آکر دیکھ لینا۔

"باجی کہیں نہیں لے جاتی جی..... کہتی ہے میری پوزیشن خراب ہوتی ہے۔"

میں اس شہزادے سے پتہ نہیں کب تک باتیں کرتا رہتا لیکن اسی وقت کسی نے میرے کندے پر ہاتھ رکھ کر کہا..... "کیوں سر جی اس وقت کہاں چوری چوری؟"

میں نے پلٹ کر دیکھا امتل کھڑی تھی سرخ ہونٹوں تلے اس کے نسواری دانت بھی مسکرا رہے تھے۔

"آئیں ناں غریب خانے پر"

"آج نہیں امتل آج مجھے ڈرامہ بھنبھور ریکارڈ کرنا ہے۔"

"ناں ناں..... لارا چھوڑیں..... ہمارا رواج نہیں کہ ایک بار پھنسے شکار کو چھوڑ دیں..... چلیں آپ۔"

"یہ باجی سے ملنے آئے ہیں ریڈیو سٹیشن سے..... لڑکی نے قہر بھری نظروں سے امتل کو دیکھ کر کہا۔"

"کیوں ایک تیری باجی کے ملنے والے ہیں ریڈیو سٹیشن پر..... اور کسی کا کوئی ملنے والا نہیں وہاں چلترو۔"

یکدم لڑکی نے مرا بازو تھام لیا

''بی بی مجھے مارے گی صاحب جی۔''

''اوئے ہوئے وڈی ہیجلی ..... چل جا کر بتا اندر اپنی کپتی بی بی کو امتل لے گئی ہے ریڈیو والے صاحب کو ..... جا کھڑی کیوں ہے؟ ..... ان کے گھرانے نے تو دہلیز میں تعویذ دبا رکھا ہے جو کوئی اندر داخل ہو گیا باہر جو گا رہتا ہی نہیں ..... چلیں سر جی فوراً یہاں سے۔''

اب ایک بازو میرا شہزاد کے ہاتھوں میں تھا اور دوسرا امتل تھامے ہوئے تھی

''مجھے ریڈیو سٹیشن پہنچنا ہے منی میری ریکارڈنگ ہے۔''

باجی کے ساتھ؟

''ہاں باجی کے ساتھ۔'' منی نے بازو چھوڑ دیا۔

''خدا کے لیے سر جی ایک بار میرے گھر چلے چلیں ..... میری عزت بن جائے گی .....؟''

امتل گڑگڑائی

میں شہزاد سے نظریں ٹرا کر امتل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

ہم تھوڑی دور گئے تھے کہ منی بھاگی ہوئی ہمارے پاس آئی اور گھبرا کر بولی ..... ''بی بی مجھے مارے گی آپا جی آپ انہیں ساتھ نہ لے جائیں۔''

''چل مشٹنڈی خبردار جو پیچھا کیا ہمارا پتہ نہیں میرا۔''

لڑکی خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ میں شہزاد کے ساتھ لوٹنا چاہتا تھا لیکن امتل میں کچھ ایسی بات تھی کہ میں خوفزدہ ہو گیا۔

گلی تنگ اور خاموش تھی دو رویہ پرانی وضع کے چھجے اور شہ نشینوں والے مکان تھے جن پر پرانے پینٹ کے جالی دور دروازے اور بوسیدہ کھڑکیاں اس وقت سختی سے بند تھیں۔ رات کو یہاں سے موسیقی کی آواز اور گھنگھروؤں کی جھنکار نکلتی ہو گی اس وقت ان مکانوں کے پٹ کھلتے تو کھانستے ہوئے بڈھے پان کھاتی ادھ کھائے

امرود جیسی عورتیں اور مٹھیوں میں پیسے بھینچے بچے باہر نکلتے۔گلی ویران تھی۔جوان پیشہ ورعورتیں اس وقت رات جاگے چوکیداروں کی نیند سو رہی تھیں اپر والی منزلوں سے گدلا پانی رس رس کر گلی کی نالیوں میں پڑ رہا تھا پرانے گھروں کی دیواروں میں پیپل کی کونپلیں پھوٹ آئی تھیں۔..... یہ گلی بالکل شانت تھی اس کا رات کے کاروبار کے ساتھ دن کے وقت کوئی تعلق نہ تھا۔اس کے اندر باہر اس وقت ٹوٹے ہوئے میلے جیسی اداسی تھی۔

''دیکھو امتل میری ریکارڈنگ ہے پورے گیارہ بجے ساری کاسٹ جمع ہوگی۔ پھر انجینیر وقت دے سکے یا نہ دے سکے اب مجھے جانے دو۔''

امتل کے گھر کے سامنے میں نے سماجت سے کہا۔

''سر جی آپ کی بڑی مہربانی ہوگی کہ آپ آج میرے گھر چل کر ایک بوتل پی لیں۔خدا قسم سارے محلے میں میری بڑی عزت ہو جائے گی۔اب تو کئی سالوں سے میرے گھر نہ کوئی فلم والا آیا ہے نہ ریڈیو سٹیشن سے کسی نے خبر لی ہے۔''

باہر ڈیوڑھی میں اپنی موٹر سائیکل پارک کر کے ہم دونوں اندر صحن میں داخل ہوئے ان صحن کے اردگرد کمرے ہی کمرے تھے۔آنگن میں ڈھیلی چارپائیاں پڑی تھیں ان چارپائیوں پر رنگ برنگ مختلف عمروں کے لوگ بیٹھے ہم دراز اور لیٹے ہوئے تھے جا بجا باسی برتنوں کے ٹرے کوڑے کی ٹوکریاں، پرانے کپڑوں کے انبار پڑے تھے بچے رو رہے تھے عورتوں کے بولنے کی آواز آ رہی تھی ریڈیو چل رہے تھے حساب ہو رہے تھے عورتوں کے بولنے کی آواز آ رہی تھی ریڈیو چل رہے تھے حساب ہو رہے تھے یہ گھر کسی کا گھر نہیں تھا اور سب کا گھر تھا بہت سا بے مصرف سامان زائد چہرے اور فرنیچر کی وجہ سے یہاں سب کچھ فالتو اور بیکار نظر آتا تھا۔

امتل میرا بازو تھامے بڑے فاتحانہ انداز میں صحن میں داخل ہوئی میں اس کی ٹوٹی تھا اور وہ مجھے جیت کر لائی تھی ہم دونوں بغلی سیڑھیوں سے اوپر والی منزل میں داخل

ہوئے یہاں بھی نچلے کمروں کی طرح چاروں طرف کمرے ہی کمرے تھے لیکن اوپر والی منزل میں داخل ہوئے یہاں بھی نچلے کمروں کی طرح چاروں طرف کمرے ہی کمرے تھے لیکن اوپر والی منزل قدرے غیر آباد تھی صحن کی جانب کھلنے والی کھڑکیاں بند تھیں۔ کمرہ بے ترتیب تھا ایک پرانا پلنگ تھا جس پر بوسیدہ کھیس اور نسواری رنگ کی شنیل کی رضائی پڑی تھی الماری کے پٹ بالکل کھلے تھے اور ان میں ٹھنسا ٹھنس بغیر تہ کئے ہوئے کپڑے اٹے رہے امتل نے کمرے میں گھستے ہی الماری کے پٹ بند کر کے اس کے سامنے کرسی رکھ دی بوسیدہ صوفے پر چڑھ کر پھر سڑک کی جانب کھلنے والی کھڑکیاں کھولیں اور مجھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''یہ اتنی ساری مخلوق یہاں رہتی ہے امتل..... تمہارے ساتھ؟''

''ہاں سر جی ہمارا رواج ہے ہم لوگ اپنے بزرگوں کی بہت عزت کرتے ہیں .....'' وہ اپنا دوپٹہ اتار کر صوفہ جھاڑنے لگی۔

''یہ سب تمہارے بزرگ ہیں..... بچے لڑکیاں سب؟''

''کچھ بزرگ ہیں کچھ رشتہ دار ہیں۔ اچھا یہ بتائیں کوکا پئیں گے فینٹا۔''

''امتل..... سچ پوچھو تو کچھ بھی نہیں ریکارڈنگ ہے میری۔''

''چائے سبز قہوہ؟''

''چلو چائے سہی۔''

اب اس نے دوپٹہ برقعہ سب پلنگ پر پھینک دیا اور اندر صحن کی جانب کھلنے والے چھجے کی طرف چلی گئی۔

''بی بی..... بی بی جی چائے بھجوائیں اوپر..... پارٹی آئی ہے.....'' پشت سے وہ بالکل بیالیس برس کی معلوم نہ ہوتی تھی اس کے کولہے کمر کندھے پچیس برس کی جوان عورت کے نظر آ رہے تھے جب وہ صحن کیطرف کھلنے والے دروازے کی چٹخنی لگا کر اندر آئی تو اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی تھی۔

''پارٹی کا کیا مطلب ہے امتل ؟''

اس نے آنکھ مار کر کہا..... ''سر جی پارٹی گاہک ہوتا ہے اب وقت بدل گیا ہے گاہک کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

میں کچھ گھبرا کر بولا..... ''لیکن میں تو پارٹی نہیں ہوا امتل''

''سر جی کیا بتائیں میری عزت بن جائے گی محلے میں آپ کا کیا جائے گا ..... ویسے بھی اب تو میرے مہمان کی بی بی خاطر ہی نہیں کرتی اب تو فیروزہ کے دن ہیں۔''

''فیروزہ کون؟''

''میری چھوٹی بہن ہے سر جی..... اچھے پیسے لاتی ہے مجروں سے۔ اس کی خاطریں ہوتی ہیں اس کے مہمانوں کو کٹر بھون بھون کر کھلاتی ہے..... میں تو چائے بھی منگوالوں تو بی بی کو غصہ چڑھ جاتا ہے۔''

پتہ نہیں مجھے کیوں امتل پر شدید ترس آ گیا۔ جب آدمی اندر سے شدید بحران کا شکار ہو چکا ہو اور تنہائی کے دشت میں بہت گھوم پھرے تو عموماً وہ اپنے سے بڑی عمر کی عورت سے محبت کرنے لگتا ہے کیونکہ اسے مامتا کی سکورٹی درکار ہوتی ہے شاید یہی وہ لمحہ تھا جس میں ایک لاحاصل رابطے کا شکار ہوا۔

مجھے اس کے بوڑھے جسم میں دوشیزہ گی کی ادائیں دیکھ کر ایسی تکلیف ہو رہی تھی کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے اس کی جوانی کہیں سے لا کر لوٹا دیتا دراصل یہی وہ وقت تھا جب مجھے بھاگنا چاہیے تھا کیونکہ وہ بھی میری طرح ادھ مواء گرج تھی اس گدھ کی ساری زندگی بیابونوں میں اجڑے تھلوں میں سوکھے پیڑوں پر کٹی تھی لیکن ہم مشرب کو سامنے پا کر مجھ سے بھاگا نہ گیا اس میں کچھ ایسی گرمی لجاجت اور خجصورت تھی کہ مجھے تھوڑی دیر کے لیے السر کا درد بھی بھول گیا۔

''میری بی بی بھی بہت بدقسمت ہے بیچاری۔ اگر اس کے گھر پانچ بیٹوں کی جگہ

پانچ بیٹیاں ہوتیں تو آج راج کرتی بی بی..... پر ایسی ٹھنڈی قسمت ہے بی بی کی ..... دے لڑکا پے لڑکا..... دے لڑکے پر لڑکا..... جو کہیں فیروزہ پیدا ہوتی تو ہم سب تو فاقوں مر جاتے۔ خدا قسم بی بی تو اسے بھی میرا قصور سمجھتی ہے اس کا بس چلے تو اس کی سزا بھی مجھے ہی دے۔"

پہلی بار میں ایک ایسی سوسائیٹی میں داخل ہوا تھا جہاں بیٹے کی پیدائش غم انگیز امر تھی..... "پانچوں بہوئیں بھی تو آئی ہوں گی اسی گھر میں؟"

"ہماری طرف بہو پیشہ نہیں کرتی سر جی۔ پیشہ صرف بیٹی کرتی ہے۔"

"اس کی کیا وجہ ہے امتل"

"بظاہر تو کوئی وجہ نہیں سر جی صرف رواج ہے لیکن شاید صرف بیٹی ہی ماں کو سارا کچھ دے سکتی ہے۔ بہو ہمیشہ کرے تو کبھی ساس کو کچھ دے؟ پھر پیشہ کرانے کا فائدہ؟ "

اس وقت میں سوشیالوجی کا ایک پرانا طالب علم اصلی معنوں میں طالب علم بنتا ہے۔

"امتل..... یہاں کس قسم کی لڑکی اچھی طوائف بنتی ہے..... کچھ تو نشانیاں ہوں گی ناں؟"

"ہاں سر جی نشانیاں پکی ہوتی ہیں۔ جس لڑکی کی آنکھ بولے ہونٹ دعوت دیں چلتے میں کولھے ہلیں سچی بات ہے سر جی جس کا جسم نہ بولتا ہو وہ ادھر بھی گرھستن رہتی ہے، آپ کے شہر میں بھی بیچاری بچے پالتی مرتی ہے عورت کا تو انگ انگ بولتا ہو تو کام بنتا ہے....." میری نگاہوں میں گم سم بھابھی صولت کا چہرہ گھوم گیا۔

"ادھر تمہاری طرف بھی کچھ Status وغیرہ کا چکر ہے امتل۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"یعنی کچھ طبقے وغیرہ..... کچھ ذات برادری کا چکر اونچ نیچ۔"

وہ ہنسنے لگی۔

''لو سر جی اونچ نیچ کا چکر کہاں نہیں..... چوروں میں اس کا چکر سمگلروں میں اس کا چکر کچھ چور صرف نقدی سونا چرانے والے ہوتے ہیں۔ کچھ بھینس بکری کھول کر لے جاتے ہیں۔ کچھ صرف گٹروں کے ڈھکنے اٹھاتے ہیں۔

''اور تمہارے ہاں؟''

''ہمارے ہاں بھی سر جی تین طبقے ہیں۔ اونچا طبقہ..... امیر ڈیرے دار طوائفیں، درمیانہ طبقہ عزت دار غیرت دار لوگ رسم ورواج کے پابند..... تیسرے غریب مندے حال..... سب سے راندی ہوئی بھیڑے حال اور ٹھکیائی ہوتی ہے۔ جسے ہونٹ لال کرنے جوگے پیسے بھی نہیں ملتے۔ اس کا پیٹ سینہ سب سپاٹ ہوتا ہے۔ بالوں میں پلاسٹک کے کانپ جسم پر نائیلون کے ایسے پرانے کپڑے جن سے پسینے کی بو آتی ہے۔ اس ٹھکیائی کے کئی حرامی بچے ہوتے ہیں۔ ایک بیمار شوہر ہوتا ہے کئی ہرجائی مفت خورے آشنا ہوتے ہیں۔ یہ سوتی بھی بار بار ہے اور کاروبار بھی اس کا ادھر پر چلتا ہے۔ شوہر اس کا مارنے والا چرسیا ہوتا ہے۔ وہ سر جی کئی چکیوں میں پستی ہے۔ کبھی شوہر کی چکی میں کبھی بچوں کی چکی میں کبھی غریبی کبھی ادھار کی چکی میں تیس تک پہنچتے پہنچتے تو اس کا صرف چھچھڑا باقی رہ جاتا ہے ہڈیوں پر..... آپ کو ایسی طوائف نظر آجائے تو آپ ناک پر رومال رکھ لیں۔ یہ جو آپ کے ادیب شاعر لوگ ہیں۔ وہ کبھی ایسی طوائف کی کہانی نہ لکھیں اس پر کون غزل کہے؟ گندی نالی کے پاس کون بیٹھے بتایئے؟''

میں غور سے امتل کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت وہ بہت تجربہ کار اور بوڑھی نظر آرہی تھی۔

''دوسرا مڈل کلاس طبقہ ہے سر جی جس طرح آپ کی مڈل کلاس عورت شریف ہوتی ہے۔ رسم رواج کے ہاتھوں ہماری مڈل کلاس عورت پر بھی بڑی پابندی ہوتی

ہے۔

اس پر اخلاقی معاشرتی ذہنی کئی پٹیاں کسی ہوتی ہیں۔ یہ کرو وہ نہ کرو کی تلوار ننگی ہوتی ہے ان کے سر پر ..... انہیں بھی شریف زادیوں کی طرح عشق کرنے کی اجازت نہیں ہوتی"۔

"وہ کیوں"

"طوائف کا تو ازلی دماغ خراب ہے۔ ادھر اس کو عشق ہوا ادھر وہ بھاگ جائے گی۔ سارا کاروبار ٹھپ اسی لیے تو کنجر، نائیکا گھر والے سب اسے ڈرا دھمکا کر رکھتے ہیں۔ وہ عزت، غیرت، نفع نقصان، لین دین پردہ بے پردگی، کئی قسم کے نظریات میں جکڑی ہوتی ہے۔ نماز روزہ، نذر نیاز، عاشورے کونڈے گیارہویں شریف گنڈہ تعویز دم و درود سب اس کی زندگی پر چھائے ہوتے ہیں۔ دراصل وہ بھی آپ کی مڈل کلاس عورت کی طرح بڑی جذباتی وہمی اور ڈرپوک ہوتی ہے سر جی ..... جو رقم وہ کماتی ہے سیدھی ماں کے پاس پہنچتی ہے۔ کیونکہ مڈل کلاس کی عورت کو اپنی ماں سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ اس پیسے سے اس کے بھائی بوسکی کی قمضیں پہنتے ہیں عطر لگاتے ہیں۔ بلیک میں ملنے والے سگریٹ پھونکتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ ہر مڈل کلاس عورت کی طرح ڈنڈی مار کر رقم بچانے لگتی ہے۔ کسی کسی گاہک سے علیحدگی میں کچھ رقم موس لیتی ہے۔ پھر اس رقم سے پان مٹھائی کھانے کا آرام ہو جاتا ہے کاسٹیم جولیری خریدی جاسکتی ہے۔"

"اور اخلاقی طور پر یہ مڈل کلاس کی طوائف کیسی ہوتی ہے امتل۔"

شریف ہوتی ہے سر جی ..... عموماً اسے شراب، جوئے اور اپنے پیشے سے نفرت بھی ہوتی ہے۔ آپ کی مڈل کلاس عورت کی طرح ..... لیکن اس کا حسن بھی دو روزہ ہوتا ہے۔ عمر ڈھلے پر چاہے وہ اچھی گانے والی ہو چاہے تہلکہ مچانے والی سب اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ..... سب کے سب"۔

میں نے امتل کی جانب دیکھا۔ وہ سر سے پاؤں تک چھوڑی ہوئی مڈل کلاس طوائف تھی۔

''صرف اسی کو شادی کا شوق ہے۔ جتنی عورتیں ہیرا منڈی سے نکاح کے شوق میں بھاگتی ہیں وہ سب اس طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ گرہستی کے شوق میں یہ ساری ساری عمر کنجری ہونے کا طعنہ سنتی ہیں اور کبھی لوٹ کر پیشہ کرنے نہیں جاتیں..... ان کی عقل ہمیشہ ان کو خراب کرتی ہے ان کا دل ہمیشہ ان کی مٹی پلید کرتا ہے۔''

''وہ سر جی ہر جگہ عیش کرتی ہے۔ آپ کی طرف ہو تو ایک مرد کی دولت اس کا نام شہرت اس کے کام آتا ہے۔ ادھر کی ہو تو کئی امیر آدمیوں کے گھروں میں سیندھ لگ جاتی ہے۔ آپ کا شاعر جب غزل کہتا ہے اس طبقے کی طوائف پر کہتا ہے فلم بنتی ہے تو اس کو سامنے رکھ کر..... کہانی لکھی جاتی ہے تو وہی نظر میں ہوتی ہے مشٹنڈی..... نہ نماز نہ روزہ لے دے کر ایک مذہب ہے اس کا کالے کپڑے پہن کر بڑھیا فرانسیسی خوشبو لگا کر مجلسوں میں جانا..... سر جی جس عورت کے منسٹر تلوئے چاٹیں جاگیردار ہاتھ جوڑیں اونچا افسر جس کے گھر میں ٹائی اتار کر بیٹھے بھلا اس کے کیا کہنے؟ اللہ ادھر منڈی میں تو پیدا کرتا سر جی پر کسی اونچی ڈیرے دار طوائف کے گھر۔''

اس امتل سے میں واقف نہ تھا۔ وہ بڑے تسلسل اور تجربے سے بولنے کی اہل تھی اور اس کی باتوں میں ایک خاص قسم کی منطق تھی۔ پتہ نہیں یہ اس کی گفتگو تھی۔ کہ سوشیالوجی میں دلچسپی اب میں کافی حد تک ہو چکا تھا اور مختلف قسم کے سوال پوچھ رہا تھا۔ چائے کا ٹرے میز پر رکھ کر نوجوان لڑکے نے پوچھا..... ''بی بی پوچھتی ہیں صاف چادریں اور غلاف بھی بھیج دوں۔''

امتل نے چور نظروں سے میری طرف دیکھا اور پھر کھسیانی ہنسی ہنس کر بولی۔

لے اور نہیں تو کیا۔''

''اور پان کا بھی پوچھا ہے بی بی نے۔''

''وہ بھی بھیج دے۔''

نوجوان لڑکا ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈال کر لجاجت سے بولا ..... سر جی زرا موٹر سائیکل کی چابی دیں ..... میں لوہاری سے پتنگ لے آؤں۔

''تیری ٹانگیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ یہ ریڈیو سٹیشن سے آئے ہیں کوئی ایویں کیویں نہیں ہیں جا ..... پھٹا کھا۔''

میں نے جیب سے نئے موٹر سائیکل کی چابی نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

''نہ سر جی جو ادھر آتا ہے یہی کرتا ہے یہ اسی لیے چوڑ ہو جاتے ہیں ہمارے لڑکے۔''

''اچھا بھئی جلدی آنا مجھے ریڈیو سٹیشن جانا ہے ..... ریکارڈنگ ہے میری ..... گیارہ بجے!''

''یہ کم بخت کبھی جو رات کے بارہ بجے سے پہلے آ گیا ..... امتل نے جھپٹ کر چابی چھین لینا چاہی لیکن وہ اتنی دیر میں چمپت ہو گیا۔

''اب آپ ریڈیو سٹیشن کیسے جائیں گے؟

''تم فکر نہ کرو آ جائے گا ابھی ..... اس عمر میں سب کو موٹر سائیکل کا شوق ہوتا ہے۔'' وہ عمر میں مجھ سے قریباً دوگنی تھی۔ اس کے باوجود اس کی لجاجت، شرمندگی اور کم ہمتی نے عمر میں اسے مجھ سے چھوٹا بنا دیا تھا۔ ریڈیو سٹیشن پر وہ تھانیدارنی بنی پھرتی تھی یہاں اس کے چہرے پر کنواری لڑکی جیسی حیا چھلکنے لگی۔ پتہ نہیں کیوں یکدم میں اس کے ساتھ بہت آرام دہ محسوس کرنے لگا۔

بڑی دیر تک وہ آؤ بھگت میں لگی رہی۔ مہمان نوازی اس کے ساتھ ایک نیچرل نسوانی فعل تھا۔ جیسے ماں دودھ پلاتی ہے۔ میں اب اس علاقے کی طبقاتی کشمکش میں دل سے دلچسپی لینے لگا۔

''تم بھی تو بڑے ٹھسے کی ہو گی اپنے وقت میں امتل۔''